www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

مقالات

عرفان خالد ڈھلوں

مسلمانوں کا اندازِ تحقیق

تحقیق عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مادہ "ح ق ق" ہے۔ وَالحَقُّ صِدقُ الحَدِیثِ (1) اور حق کسی بات کا سچ ہونا ہے۔ وَحقق قَولَہُ وَ ظَنَّہُ تَحقِیقاً اَی صَدَّقَ (2) یعنی اس کے قول کو سچا قرار دیا۔

ڈاکٹر سید عبداللہ تحقیق کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ ایک ایسے طرزِ مطالعہ کا نام ہے جس میں "موجود مواد" کے صحیح یا غلط کو بعض مسلمات کی روشنی میں پرکھا جاتا ہے" (3)

انگریزی زبان میں تحقیق کو Research کہا جاتا ہے جس کی تعریف آکسفورڈ ڈکشنری میں یوں کی گئی ہے۔

" Endearour to discover new or Collate old facts etc. by seientific study of a subject" (4)

"کسی مضمون کے سائنسی مطالعہ سے نئے حقائق کو دریافت کرنا یا پرانے حقائق کو پرکھنے کی کوشش کرنا۔"

تحقیق سچائی کی تلاش کا نام ہے۔ بعض مسلّمہ اصولوں کی روشنی میں نئے حقائق کا کھوج لگانا اور معلوم حقائق کو ان کی اصل شکل میں دیکھنے اور پیش کرنے کی کوشش کرنا تحقیق کا مقصد ہے۔ تحقیق کسی امر میں پائے جانے والے شک کو دور کرتی ہے۔ انسان کسی بات پر یقین کرنے کے لئے ثبوت چاہتا ہے اور تحقیق یہ ثبوت مہیا کرتی ہے۔ تحقیق کا وجود کسی تہذیب کی زندگی کی ایک علامت ہوتا ہے۔ کسی بات کو بغیر تحقیق کے مان لینا یا کہہ دینا ایک ایسی غلطی ہے جس سے متعدد غلطیاں جنم لیتی ہیں اور جو آنے والی نسلوں کو بھی کسی امر کی حقیقت اور سچائی سے بہت دور لے جاتی ہے۔ بسا اوقات چھوٹی سی بات کو بلا تحقیق مان

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

لینے کا خمیازہ بہت بڑا بھگتنا پڑتا ہے۔

مسلمانوں کو اصولی طور پر اس بات کا پابند بنا دیا گیا ہے کہ جب کوئی خبر ان تک پہنچے تو وہ اس کی صحت کے متعلق اچھی طرح سے تحقیق کرلیا کریں تاکہ بعد میں انہیں کسی قسم کی شرمندگی یا نقصان کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ قرآن مجید میں حکم خداوندی ہے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس خبر لے کر آئے تو تحقیق کرلیا کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو نادانستہ نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے کئے پر پشیمان ہو۔

مندرجہ بالا قرآنی آیت میں کسی خبر یا واقعہ کی صحت کے بارے میں تحقیق کرنے اور اس کی اصل حقیقت کو معلوم کرنے کو کہا گیا ہے۔ یہاں اس بات کی تنبیہ بھی کی گئی ہے کہ سنی سنائی باتوں کو تحقیق و تصدیق کے بغیر مان لینے کا نتیجہ پشیمانی اور ندامت بھی ہوسکتا ہے۔ بلکہ سنی سنائی بات کو بغیر تصدیق کے آگے بیان کرنے والا آدمی جھوٹا ہوتا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک قول مبارک ہے جسے حفص بن عاصم نے روایت کیا ہے :

كَفَىٰ بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ (6)

آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ جو سنے اسے بیان کردے۔

تحقیق کے میدان میں مسلمانوں نے آج سے ایک ہزار سال سے بھی زائد عرصہ قبل جو اصول وضع کئے تھے وہ اپنے زمانے میں بالکل نئے اور منفرد تھے۔ جن سے اس وقت کوئی دوسری قوم آگاہ نہ تھی۔ یہ اصول تحقیق اس قدر جامع اور ٹھوس تھے اور آج بھی ہیں کہ ان کے اعلیٰ معیار اور جامعیت کو تسلیم کرتے ہوئے دیگر اقوام نے ان اصولوں کو اپنایا اور آج تک وہ مسلمانوں کے انداز تحقیق سے استفادہ کر رہی ہیں۔ سچ یہ ہے کہ غیر مسلم اقوام اور مغربی محققین کا ان اصولوں سے استفادہ مسلمانوں کے مقابلے میں زیادہ تر فکری اور نظری حد تک ہی رہا۔ اس لئے کہ ان کے سامنے کوئی ایسی عظیم شخصیت ہی نہ تھی جس سے منسوب اقوال و واقعات کی وہ اس جامع سطح پر عملی تحقیق کرتے جس کا مظاہرہ مسلمانوں نے خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور آپ کی پسند و ناپسند سے متعلق روایات اور ان کے راویوں کی تحقیق میں کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی صحت کو جانچنے اور راویوں کی ثقاہت کو پرکھنے کا جو علم یعنی علم حدیث مسلمانوں کے پاس

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ہے اس کے مماثل کوئی اور علم دوسری اقوام و مذاہب میں نظر نہیں آتا۔

اگرچہ آج کے مغربی محققین علم حدیث کے اصول اپنائے ہوئے ہیں لیکن ان اصولوں کی عملی تطبیق میں مغربی محققین کے ہاں وہ حزم و احتیاط نہیں برتی جاتی اور نہ برتی جاسکتی ہے جس کو قرونِ اولیٰ کے مسلم محققین یعنی محدثین نے احادیث نبوی کو جمع کرنے میں ملحوظ خاطر رکھا تھا۔ مسلمانوں کی اس تحقیق کا مقصد اپنے دین کی حفاظت تھا۔ انہوں نے اس کام کو دینی فریضہ اور اخروی زندگی کی نجات کا ایک ذریعہ سمجھتے ہوئے کیا اور اپنی ذات کو کسی قسم کی دنیاوی غرض و منفعت سے علیحدہ رکھا۔

آئندہ سطور میں تدوینِ حدیث کے ضمن میں حدیث اور راوی کو پرکھنے کے لئے کی جانے والی مسلم محققین کی کوششوں کا ایک جائزہ پیش کیا جا رہا ہے پھر آج کل مغرب کے محققین کے ہاں پائے جانے والے انداز تحقیق کا ذکر کیا جائے گا جس کے موازنہ سے یہ بات نکھر کر سامنے آجائے گی کہ مغربی انداز تحقیق دراصل اسلامی انداز تحقیق سے ہی ماخوذ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال اور آپ کی سیرت سے متعلق واقعات آپ کی وفات (۱۱ھ) کے تقریباً ۹۰ نوے سال بعد باقاعدہ طور پر مدون ہونا شروع ہوئے۔ اُموی خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ (عہد حکومت ۹۹ھ تا ۱۰۱ھ)(7) نے سرکاری طور پر تدوین حدیث کے کام کو تحریک دی اور اپنے نائب ابوبکر بن حزم کو لکھا:

اُنْظُرْ مَا كَانَ مِنْ حَدِيْثِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاكْتُبْهُ فَإِنِّيْ خِفْتُ ذِهَابَ الْعُلَمَاءِ وَلَا تَقْبَلْ إِلَّا حَدِيْثَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ لْيُفْشُوا الْعِلْمَ وَ لْيَجْلِسُوْا حَتّٰى يُعَلَّمَ مَنْ لَا يَعْلَمُ فَإِنَّ الْعِلْمَ لَا يَهْلِكُ حَتّٰى يَكُوْنَ سِرًّا

دیکھو تمہارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جتنی حدیثیں ہیں انہیں لکھ لو اس لئے کہ مجھے علم کے مٹ جانے اور علماء کے فوت ہو جانے کا ڈر ہے اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کچھ قبول نہ کرو اور چاہیے کہ لوگ علم کو پھیلائیں اور بیٹھیں تاکہ نہ جاننے والا جان لے کیونکہ علم اس وقت تک ہلاک نہیں ہوتا جب تک اسے چھپایا نہ جائے۔

جب تدوین حدیث کا کام شروع ہوا تو احادیث جمع کرنے والوں کا ذریعہ اور ماخذ اکثر لوگوں کی زبانی روایات تھیں۔ محدثین نے احادیث کو جمع کرنے میں جس جوش و خروش کا مظاہرہ کیا اس سے کہیں زیادہ حزم و احتیاط کا مظاہرہ ان احادیث کو قبول یا رد کرنے میں کیا اور وہ اس لئے کہ یہ تمام احادیث اس ذات صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب تھیں جن کا ہر قول

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

و فعل احکامات دین کا باقاعدہ حصہ ہے۔ کوئی واقعہ یا بات جس درجہ کی اہمیت کی حامل ہوگی اس کا ثبوت اور شہادت بھی اسی درجہ کی اہم ہوگی۔ اسی اہمیت کے پیش نظر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب روایات کو تحقیق کے کڑے اصولوں کی کسوٹی پر پرکھا گیا۔

خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر یہ تنبیہہ فرما دی تھی کہ جس نے آپؐ سے کوئی جھوٹ منسوب کیا اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔ ابن مسعود روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

ترجمہ: جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں ڈھونڈے۔

ابن زبیر سے مروی ایک ایسی ہی روایت صحیح بخاری میں بھی درج ہے۔(10)

اس طرح لوگوں کو اخروی عذاب کا خوف دلا کر جھوٹی اور من گھڑت روایات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے منسوب کرنے سے منع کیا گیا۔

اگرچہ باقاعدہ تدوینِ حدیث کا آغاز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے تقریباً نوّے سال بعد ہوا لیکن اس سے قبل کے زمانہ میں بھی آپؐ سے منسوب کسی روایت کو یونہی قبول نہیں کر لیا جاتا تھا بلکہ پوری تحقیق اور یقین کے بعد اسے بطورِ حدیث قبول کیا جاتا اور اس پر عمل کیا جاتا۔ اصولِ روایت کو قرآن مجید نے ہی درج ذیل آیت میں متعین کر دیا تھا۔

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِن جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوٓا۟ أَن تُصِيبُوا۟ قَوْمًۢا بِجَهَـٰلَةٍ فَتُصْبِحُوا۟ عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَـٰدِمِينَ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو نادانستہ نقصان پہنچا دو۔ پھر اپنے کئے پر پشیمان ہو۔

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے سامنے اگر کوئی ثقہ آدمی بھی حدیث بیان کرتا تو وہ اسے بغیر گواہی کے قبول نہ کرتے تھے۔ گواہی کے بعد اس حدیث کا نبی اکرمؐ سے ثابت ہونا قطعی ہو جاتا تو پھر اس پر سختی سے عمل کرتے۔

خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ پہلے شخص ہیں جنھوں نے روایت حدیث کو قبول یا رد کرنے میں احتیاط و تصدیق کو اپنایا۔ ایک دادی حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ورثہ سے اپنا حق دلوانے کا مطالبہ کیا۔ آپ نے فرمایا کتاب اللہ میں تو تمہارا کوئی حق بیان نہیں ہوا اور میرے علم میں بھی نہیں ہے کہ آنحضرتؐ نے دادی کو کچھ دلوایا ہے یا

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

نہیں۔ پھر اس کے متعلق لوگوں سے استفسار کیا تو مغیرہ بن شعبہ کھڑے ہو کر بولے : میری موجودگی میں آنحضرتؐ نے دادی کا چھٹا حصہ دلوایا تھا۔ فرمایا : تمہارے ساتھ اس واقعہ کا کوئی اور گواہ بھی ہے؟ اس پر محمد بن مسلمہ نے مغیرہ کے بیان کی تائید میں شہادت دی۔ اس طرح دو شہادتیں آنے پر آپ نے دادی کو چھٹا حصہ دلوایا۔(12)

اِسی طرح خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اگر کسی حدیث کی صحت کے بارے میں تردد ہوتا تو جب تک آپ کو اطمینان نہ ہو جاتا اس حدیث کو قبول نہ کرتے۔ صحیح بخاری میں مذکور ہے کہ ابو سعید خدری روایت کرتے ہیں کہ میں انصار کی جماعت میں حاضر تھا تو ابو موسیٰ گھبرائے ہوئے آئے اور کہا میں نے عمرؓ سے تین بار اجازت مانگی مگر اجازت نہیں ملی تو میں واپس آگیا۔ پھر عمرؓ نے کہا تمہیں اندر آنے سے کس چیز نے روکا۔ میں نے کہا کہ میں نے اجازت مانگی لیکن آپ نے اجازت نہ دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ :

اِذَا اسْتَأْذَنَ اَحَدُکُمْ ثَلاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فَلْيَرْجِعْ

یعنی جب تم میں سے کوئی شخص تین بار اجازت مانگے اور اس کو اجازت نہ ملے تو اس کو واپس چلا جانا چاہیے۔ حضرت عمرؓ نے کہا تم کو اس پر گواہ پیش کرنا ہوگا۔ ابو موسیٰ نے پوچھا تم میں سے کسی نے نبیؐ سے اس کو سنا ہے۔ اُبی بن کعب نے کہا بخدا تیری گواہی کے لئے قوم کا کم عمر شخص کھڑا ہوگا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں اس وقت سب سے کم عمر تھا۔ میں ابو موسیٰ کے ساتھ کھڑا ہوا اور عمرؓ کو خبر دی کہ نبی نے یہ فرمایا(13)

چوتھے خلیفہ راشد حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے کہ جب میں آپؐ سے کوئی حدیث سنتا تو حسبِ توفیق الٰہی میں اس سے فائدہ اٹھاتا تھا اور جب کوئی دوسرا آدمی کی حدیث سنتا تو پہلے اس سے قسم لیتا اگر وہ قسم اٹھالیتا تو میں اس حدیث کو سچا سمجھتا تھا(14)

یوں روایت حدیث کے بالکل ابتدا زمانہ میں ہی خلفائے راشدینؓ نے کسی حدیث کو قبول کرنے کے لئے گواہی یا قسم کی شرط عائد کردی تھی۔ اس وقت حدیث کے راوی صحابہ کرامؓ ہوتے تھے جنہوں نے براہ راست نبی اکرمؐ سے حدیث سنی ہوتی تھی یا کسی واقعہ کے براہ راست شاہد ہوتے تھے۔ رسولؐ اور راوی کے درمیان کوئی تیسری کڑی نہیں تھی اس لئے اس زمانہ میں حدیث کی تحقیق کے لئے سب سے محتاط طرز عمل یہی اختیار کیا گیا کہ کسی حدیث کی صحت جاننے کے لئے راوی کے علاوہ کسی اور کی گواہی طلب کی جاتی کہ اس نے بھی وہ حدیث رسولؐ سے سنی ہے یا پھر راوی سے قسم لی جاتی کہ وہ جو حدیث راویت کر رہا ہے اس نے اسے رسول اکرمؐ سے سنا ہے۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ رسولؐ اور راوی کے درمیان افراد کا سلسلہ بڑھتا گیا تو حدیث اور راویوں کی جانچ پرکھ میں شدت برتی جانے لگی۔ اب حدیث کی تحقیق کے لئے صرف گواہی یا قسم کی شرط کافی نہ تھی۔ لہٰذا عقل انسانی کے دائرۂ اختیار کے اعتبار سے جتنے احتمالات ممکن ہوسکتے تھے محدثین نے ان سب کو بروئے کار لاکر خبر اور مخبر یعنی روایت اور راوی دونوں کی تحقیق و تنقید کے خاص فنی اصول وضع کیے۔ اس طرح ایک خاص علم وجود میں آیا جسے علم "مصطلح الحدیث" کہتے ہیں جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے دنیائے تحقیق میں بالکل نیا علم تھا۔ اس علم کی اصطلاحی تعریف یہ ہے:

عِلْمٌ بِأُصُولٍ وَقَوَاعِدَ يُعْرَفُ بِهَا أَحْوَالُ السَّنَدِ وَالْمَتْنِ مِنْ حَيْثُ الْقَبُوْلِ وَالرَّدِّ

اس سے مراد اصول و قواعد کا وہ علم ہے جس کے ذریعے کسی حدیث کی سند اور متن کو قبول یا رد کرنے کے بارے میں جانا جاتا ہے۔

اصول روایت میں کسی حدیث کی سند کو اور اصول درایت میں اس کے متن کو قبول یا رد کرنے کے بارے میں تحقیق کی جاتی ہے۔

سند سے مراد راویوں کا وہ سلسلہ ہے جو کسی حدیث کو روایت کرتے ہیں۔ اصول روایت کے ذریعے سلسلہ روایت کے تسلسل کو جاننے اور اس میں اتصال کو پرکھنے کا ایک ایسا بہترین اور نہایت اعلیٰ معیار قائم کردیا گیا ہے جس سے بڑھ کر کوئی اور معیار قائم کرنا شاید انسانی کاوش کے بس میں نہ ہو۔ اصول روایت کے تحت یہ شرط عائد کی گئی کہ جو واقعہ یا بات بیان کی جائے اس شخص کی زبان سے بیان ہو جس نے خود وہ بات سنی ہو یا وہ خود شریکِ واقعہ تھا۔ اگر اس نے وہ بات خود نہیں سنی یا وہ خود شریک واقعہ نہیں تھا تو خود بات سننے والے یا شریک واقعہ تک تمام راویوں کے نام بالترتیب بتائے جائیں۔ محدثین کا پہلا اصول یہ تھا کہ روایت کا سلسلہ اصل واقعہ تک کہیں منقطع نہ ہونے پائے (16) اس طرح حدیث کے راوی کو یہ بتلانے کا پابند کیا گیا کہ وہ جو بات یا واقعہ روایت کر رہا ہے خود اس نے کس سے سنا اور لیا۔ یوں کسی حدیث کے سلسلہ اسناد کی تحقیق کرنا ضروری قرار دیا گیا۔

عبداللہ بن مبارک کا قول ہے:

الإِسْنَادُ مِنَ الدِّيْنِ، لَوْلَا الإِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ

اسناد دین کے لوازم میں سے ہیں۔ اگر اسناد نہ ہوتیں تو جس شخص کے جی میں جو آتا کہہ دیتا۔

محمد بن سیرین جو کہ مشہور تابعی ہو گزرے ہیں احادیث کے علم میں اسناد کی اہمیت کے بارے میں فرماتے ہیں:

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

© rasailojaraid.com
www.KitaboSunnat.com

إِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ دِيْنٌ فَانْظُرُوْا عَنْ مَنْ تَأْخُذُوْنَ دِيْنَكُمْ

یہ علم دین ہے تو دیکھو کہ کس شخص سے تم دین حاصل کرتے ہو۔

امام ثوری نے فرمایا کہ اسناد مومن کا ہتھیار ہے مطلب یہ ہے کہ وہ ایک ایسی قوت ہے جس کے ذریعے محدث حق میں ملائے ہوئے باطل کو چھانٹ کر علیحدہ کردیتا ہے(19)

اگر تحقیق کے دوران یہ ثابت ہو جائے کہ کسی حدیث کے سلسلہ اسناد میں اتصال نہیں پایا جاتا بلکہ کہیں کوئی راوی ساقط ہے اس صورت میں محدثین نے اسقاط اسناد کے اعتبار سے احادیث کی مختلف درجہ بندیاں کیں۔ مثلاً "معلق یعنی جس کے اسناد کے شروع میں ایک یا زیادہ راوی چھوٹ جائیں' مرسل یعنی جس کے اسناد کے آخر میں کوئی راوی چھوٹ جائے مثلاً" کوئی تابعی صحابی کا ذکر کئے بغیر روایت کرے' معضل یعنی جس کی سند میں دو یا دو سے زیادہ راوی چھوٹ گئے ہوں اور منقطع۔۔۔۔ یعنی جس کی اسناد متصل نہ ہوں وغیرہ وغیرہ پھر مراتب کے لحاظ سے احادیث کی درجہ بندی کی گئی مثلاً" صحیح یعنی جس کی سند راوی سے رسولؐ اللہ تک متصل ہو' راوی ہر لحاظ سے ثقہ ہوں جھوٹ کی تہمت سے متہم نہ ہوں' حسن یعنی جس کی سند تو متصل ہو' راوی بھی متہم با لکذب نہ ہوں لیکن یہ حدیث دوسری سند سے بھی مروی ہو۔ اس کا رتبہ صحیح سے کم ہے اور غریب یعنی وہ حدیث صحیح جس کی روایت میں کسی جگہ ایک راوی اکیلا ہو اور اگر ہر زمانے میں اکیلا ہو تو وہ فرد کہلاتی ہے اور اگر ہر جگہ دو ہوں' اس کو عزیز کہتے ہیں۔

ایسی علامات متعین کی گئیں جن میں سے کوئی ایک اگر سلسلہ اسناد میں پائی جائیں تو اس حدیث کا من گھڑت ہونا ثابت ہو جائے گا چند اہم علامتیں درج ذیل ہیں:

اَنْ يَكُوْنَ رَاوِيْهِ كَذَّابًا مَعْرُوْفًا بِالْكِذْبِ وَلَا يَرْوِيْهِ ثِقَةٌ غَيْرُهُ

اَنْ يَرْوِيَ الرَّاوِيْ عَنْ شَيْخٍ لَمْ يَثْبُتْ لِقَاؤُهُ لَهُ اَوْ وُلِدَ بَعْدَ وَفَاتِهِ اَوْ لَمْ يَدْخُلِ الْمَكَانَ الَّذِيْ اَدَّعٰى سِمَاعَهُ فِيْهِ

وَقَدْ يُسْتَفَادُ الْوَضْعُ مِنْ حَالِ الرَّاوِيْ وَبَوَاعِثِهِ النَّفْسِيَّةِ

اگر اس حدیث کا راوی جھوٹا ہونے میں مشہور ہے اور وہ حدیث کسی اور ثقہ راوی سے مروی نہیں ہے۔ یا راوی خود اس حدیث کے من گھڑت ہونے کا اعتراف کر لے یا وہ ایسے شیخ کی وفات کے بعد پیدا ہوا ہو یا اس کا اس مکان میں داخل ہونا ثابت نہ ہو جس میں حدیث کی سماعت کا وہ دعوئ کرتا ہے۔ اور بسااوقات راوی کے حالات اور اس کے نفسانی محرکات سے بھی حدیث کے من گھڑت ہونے کا پتہ چل جاتا ہے۔

محدثین نے سلسلہ اسناد میں اتصال و اسقاط کی تحقیق کو ہی کافی نہ سمجھا بلکہ اس سے

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

آگے بڑھتے ہوئے سلسلہ اسناد میں پائے جانے والے تمام راویوں کی ذات و زندگی کو بھی تحقیق و تنقید کا ہدف بنایا۔ وہ لوگ کون تھے' کس علاقے اور خاندان سے تعلق رکھتے تھے' کردار کیسا تھا' مشاغل کیا تھے' حافظہ اور سمجھ بوجھ کس سطح کی تھی؟ عالم تھے یا جاہل' اپنے زمانے میں معتبر تھے یا غیر معتبر وغیرہ وغیرہ۔ غرض تمام راویوں کے کردار کی اچھی طرح چھان بین کی گئی۔ یہ اندازِ تحقیق علم حدیث میں جرح و تعدیل کا علم کہلاتا ہے۔

جرح عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مادہ "ج ر ح" ہے' جس کا لغوی معنی یہ بیان کیا گیا ہے اثر فیہ بالسلاح (21) کسی ہتھیار سے متاثر کرنا۔ لفظ جرح کی مزید وضاحت کرتے ہوئے صاحب لسان العرب لکھتے ہیں۔

وَيُقَالُ جَرَحَ الحَاكِمُ الشَّاهِدَ إِذَا اطَّلَعَ عَلَيْهِ مَا تَسْقُطُ بِهِ عَدَالَتُهُ مِنْ كَذِبٍ وَغَيْرِهِ

اور کہا جاتا ہے کہ حاکم نے گواہ پر جرح کی جب حاکم کو اس کے متعلق کوئی اطلاع ملی تاکہ جرح سے گواہ کے جھوٹ وغیرہ سے برأت ثابت ہو۔

تعدیل بھی عربی زبان کا لفظ ہے۔ وَتَعْدِيلُ الشُّهُودِ أَنْ تَقُولَ إِنَّهُمْ عُدُولٌ (23)
گواہوں کی تعدیل سے مراد انہیں عادل قرار دینا ہے۔ اس ضمن میں نہ صرف حتی المقدور تحقیق کا التزام کیا بلکہ اس کی درجہ بندی بھی کر دی تعدیل کا اعلیٰ ترین درجہ اور جرح کا ادنیٰ درجہ بھی واضح کیا ان علوم کی کتب کے بغور مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ محدثین نبی صلی اللہ تک بات کو منسوب کرنے میں کسقدر محتاط تھے۔ ان کے بنائے ہوئے اصول و قوانین کا یہ عالم ہے کہ ایک پہلی مرتبہ پڑھنے والا انکو انسانی طاقت سے ماورا اور مافوق الفطرت ہی سمجھتا ہے۔ اور صاف معلوم ہتا ہے کہ خدائے عزوجل نے اپنے دین کی حفاظت کے لیے ایسے ایسے انسان اس جہان فانی میں پیدا فرمائے جن کے حافظے کو دیکھ کر عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔ انسانی تاریخ ایسی خداداد عقل کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ انکے حافظہ کی بے مثال قوت موجودہ مشینی دور میں کمپیوٹر کو بھی مات کرنے کے قابل ہے۔ احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ محدثین احادیث کے نقل میں احتیاط کی انتہائی حدود تک جانے سے بھی گریز نہیں کرتے تھے۔ وہ ہم معنی الفاظ میں بھی روایت کرتے ہوئے باریک سے باریک فرق کرنا انہی کا خاصہ ہے اور اس شے کو واضح کرنیوالا ہے کہ انہوں نے اپنی پوری کی پوری زندگیاں صرف آئندہ آنیوالے مسلمانوں کی فلاح کے لیے وقف کر دیئے۔

علم جرح و تعدیل کی اصطلاحی تعریف یہ ہے:

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

وَهُوَ عِلْمٌ يُبْحَثُ فِيهِ عَنْ أَحْوَالِ الرُّوَاةِ مِنْ أَمَانَتِهِمْ وَثِقَتِهِمْ وَعَدَالَتِهِمْ وَضَبْطِهِمْ أَوْ عَكْسِ ذٰلِكَ مِنْ كِذْبٍ أَوْ غَفْلَةٍ أَوْ نِسْيَانٍ

یہ وہ علم ہے جس میں راویوں کے احوال ، انکی امانت ' ثقاہت ' عدالت ضبط یا اس کے برعکس انکے کذب ' غفلت یا نسیان سے متعلق تحقیق کیجاتی ہے۔

جرح اور تعدیل فنی اعتبار سے دو علیحدہ علیحدہ فن ہیں - جرح میں راوی کے حافظہ و کردار وغیرہ پر تنقید و اعتراض کیا جاتا ہے۔

بَيَانُ الطُّعُونِ الْمُوَجَّهَةِ إِلَى عَدَالَةِ بَعْضِ الرُّوَاةِ أَوْ إِلَى ضَبْطِهِمْ وَحِفْظِهِمْ كَذٰلِكَ مَنْقُولَةٌ عَنِ الْأَئِمَّةِ غَيْرِ مُتَعَصِّبِينَ

راویوں کی قوتِ حفظ یا ان کے کردار پر غیر متعصب ماہرین فن کا طعن و اعتراض جرح کہلاتا ہے۔

جبکہ تعدیل میں کسی راوی کو حافظہ و کردار کے اعتبار سے عادل قرار دیا جاتا ہے:

بَيَانُ عَدَالَةِ الرُّوَاةِ وَضَبْطِهِمْ مَنْقُولَةً عَنِ الْأَئِمَّةِ الْمُعَدِّلِينَ الْمُوثَّقِينَ

عدل اور ثقہ ماہرین کی طرف سے راویوں کو عادل اور حافظہ کے اعتبار سے قوی قرار دینا تعدیل کہلاتا ہے۔

مندرجہ بالا آخری دو تعریفوں کی روشنی میں یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ راویوں پر جرح و تعدیل کرنا ہر شخص کا کام نہیں بلکہ جارح اور معدل کے لیے بھی یہ لازمی ہے کہ وہ متقی اور عالم ہوں۔ غیر متعصب ہوں خود ان کا کردار جرح کی زد میں نہ آتا ہو یعنی عادل و ثقہ ہوں صاحب کردار ہوں اور جرح و تعدیل کا علم فنی اعتبار سے بھی جانتے ہوں - تدوین و تحقیق احادیث کی تاریخ میں یہ بات بہت نمایاں نظر آتی ہے کہ محدثین خود ذاتی کردار کے لحاظ سے بہترین انسان تھے اور بری شہرت نہیں رکھتے تھے۔

کسی روایت کو قبول کرنے کے لیے اس کے راوی میں چار شرطیں مقرر کی گئیں ' ا۔عقل ' ۲۔ ضبط ' ۳۔ عدالت اور ۴۔ اسلام (27) بعض کے نزدیک دو شرطیں ہیں عدالت اور ضبط (28) عدالت میں اسلام اور ضبط میں عقل کی شرط کو شامل کر دیا گیا ہے۔

عقل سے یہ مراد ہے کہ راوی میں تمیز و شعور ہو۔ ضبط کے معنی یہ ہیں کہ اس میں روایت کے الفاظ کو سُننے اور سمجھنے کی اچھی طرح سے صلاحیت ہو۔ سُنی ہوئی بات کو یاد رکھ سکے اور اس کا حافظہ کسی قسم کے شک ' تردد یا وہم سے پاک ہو۔ عدالت کا مطلب یہ ہے کہ راوی مسلمان ہو------ دینی امور میں استقامت پر گامزن ہو - غیر شرعی امور سے کنارہ کش ہو ' متقی و پرہیز گار ہو اور فسق و فجور میں مبتلا نہ ہو۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ضبط کے ضمن میں یہ بات اہم ہے کہ صحابہ کرامؓ حدیث کو روایت کرتے وقت خود اپنے حافظ کا بھی بڑا خیال رکھتے تھے۔ اور حفظ و یاد کے معاملے میں کسی قسم کی کمزوری پاتے ہوئے حدیث کو روایت کرنے میں معذوری کا اظہار کر دیتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت زید بن ارقم سے کہا کہ ہمیں رسول اللہ کی حدیث بیان کریں تو انہوں نے کہا:

كَبُرْنَا وَنَسِينَا وَالْحَدِيثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ شَدِيدٌ

ہم بوڑھے ہو گئے ہیں اور نسیان ہم پر غالب آگیا ہے اور رسول اللہ کی حدیث بیان کرنا سخت بات ہے یعنی مشکل ہے اس کے لئے بڑا حفظ و اتقان ضروری ہے۔

جرح و تعدیل کے ذریعے تمام راویوں کی ذات و کردار کی خوب چھان بین کی گئی۔

حاکم نیشاپوری لکھتے ہیں:

کیا راوی شریعت پر اعتقاد رکھتا ہے کیا وہ انبیاء و رُسل علیہم السلام اور جو کچھ ان پر نازل کیا گیا اور جو شریعت انہوں نے دی ان کی اطاعت کرتا ہے۔ پھر راوی کے احوال کو دیکھا جائے گا کہ کہیں وہ خواہشات کی پیروی کرنے والا اور لوگوں کو خواہشات کی طرف بلانے والا تو نہیں ہے کیونکہ مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ بدعت کی طرف بلانے والے سے کوئی حدیث نہیں لکھی جائے گی۔ پھر اس کی عمر کے بارے میں دریافت کیا جائے گا کہ کیا اس کی عمر اتنی ہے کہ وہ جس شیخ سے حدیث روایت کر رہا ہے اس سے حدیث کی سماعت ممکن ہو۔

ابن ابی حاتم الرازی راویوں کے کردار کے بارے میں لکھتے ہیں:

وہ ذاتی طور پر امانت دار ہوں، دین کا علم جاننے والے ہوں، پرہیز گار و متقی ہوں حدیث کو یاد رکھنے اور اس پر مضبوطی کے ساتھ یقین رکھنے والے ہوں، عقل و تمیز والے ہوں، کثرت سے غفلت میں مبتلا ہونے والے نہ ہوں اور نہ ہی یاد کی ہوئی باتوں کے بارے میں وہم میں مبتلا ہونے والے ہوں۔ امام مسلم بن الحجاج مقدمہ صحیح مسلم میں لکھتے ہیں:

أن لا يروي منها إلا ما عرف صحة مخارجه والستارة في ناقليه وأن يتقي منها ما كان منها من أهل التهم والمعاندين من أهل البدع

مگر اس حدیث کو جس کی صحت معلوم ہو اور اس کو نقل کرنے والے وہ لوگ ہوں جن کا عیب فاش نہ ہو اور ان لوگوں کی روایت سے بچے جن پر تہمت لگائی گئی ہے یا جو عناد رکھتے ہوں بدعتیوں سے۔

اس طرح احادیث کی تحقیق میں راویوں کے کردار اور ذاتی زندگی کو جرح و تعدیل

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کے کٹہرے میں لا کھڑے کیا گیا۔ کسی راوی کے سماجی رتبہ اور ذاتی حیثیت کی قطعاً" کوئی پرواہ نہ کی گئی۔ ایک دفعہ امام بخاری سے کہا گیا کہ کچھ حضرات آپ سے اس بنا پر خفا ہیں کہ آپ نے متعدد رجال کی کوتاہیوں کو برملا بیان کیا ہے۔ امام بخاری کا جواب یہ تھا کہ یہ طرز عمل اہوائے نفس کی بناء پر اختیار نہیں کیا گیا بلکہ ہم نے جو کچھ کیا ہے نقل و روایت کے بل پر کیا ہے اور اس سے مقصد سنت نبویؐ کا دفاع اور تحفظ ہے (33)

رجال کی توثیق و عدم توثیق کا کام صغار صحابہ مثلاً" ابن عباس، عبادہ بن صامت اور انس بن مالک کے دور ہی سے شروع ہو چکا تھا (34) ابن عباس ۶۹ھ کو (35) اور انس بن مالک مختلف اقوال کی روشنی میں 90 تا 93ھ میں کسی ایک سال کو فوت ہوئے تھے (36) بحیثیت ایک مکمل فن کے جرح و تعدیل کا استعمال دوسری صدی ہجری کے وسط میں تابعین کے دور میں شروع ہوا اور راویوں پر تنقید و تحقیق کا یہ سلسلہ نویں صدی ہجری تک چلتا رہا۔ مسلمانوں نے اپنے نبیؐ کی احادیث کو محفوظ کرنے کے لئے تقریباً ایک لاکھ افراد کے حالاتِ زندگی اور ان کے ذاتی کردار پر نقد و جرح کی (37) جس کے نتیجہ میں بے شمار لوگوں کی ذات و زندگی کے بارے میں معلومات کا ایک عظیم ذخیرہ تیار ہو گیا جو اسماء الرجال کے نام سے مشہور ہے۔ مشہور جرمن مستشرق سپرنگر (SPRENGER) کا تو یہ کہنا ہے کہ علم اسماء الرجال کے ذریعے مسلمانوں نے کم از کم پانچ لاکھ راویوں کے حالات زندگی محفوظ کئے ہیں جن کا مقصد صرف ایک ذاتی گرامیؐ کے حالات معلوم کرنا اور محفوظ کرنا ہے ۔(38)

اِس طرح مسلمانوں نے علم اسماء الرجال کے ذریعے احادیث کے بے شمار راویوں کے بارے میں معلومات ایک جگہ جمع کر دیں کہ وہ لوگ کون تھے، کہاں پیدا ہوئے، ان کا کس خاندان اور قبیلے سے تعلق تھا، وہ کب پیدا ہوئے، کس سال اور کہاں وفات پائی کس کے ہم عصر تھے، مشاغل اور چال چلن کیسا رکھتے تھے۔ انہوں نے حافظہ کیسا پایا تھا۔ دوسروں سے تعلقات اور معاملات میں ان کا رویہ کیسا تھا۔ ان معلومات کو جمع کرنے میں سینکڑوں محدثین نے اپنی عمریں صَرف کر دیں، اس کام کے لئے انہوں نے دور دراز کے علاقوں تک سفر کی صعوبتیں برداشت کیں۔ وہ ہزاروں لوگوں سے ملے اور اپنی نجی مصروفیات کو ترک کیا۔ یہ سب کچھ محدثین نے اس لئے کیا کہ نبی کی احادیث کی حفاظت کی جائے اور باطل کو سچ سے چھانٹ کر علیحدہ کر دیا جائے۔ کیا کوئی اور قوم اپنے کسی نبی یا لیڈر کے اقوام کو جمع کرنے میں مسلمانوں کے علم اسماء الرجال جیسی کوئی نظیر پیش کر سکتی ہے؟ اس سوال کا جواب یقیناً نفی میں ہے۔

احادیث کی تحقیق میں محدثین نے اصول روایت اور جرح و تعدیل کے ساتھ ساتھ

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اصول درایت بھی وضع کیا۔ جس کے تحت حدیث کے متن کو عقلی حیثیت سے پرکھا گیا۔ یہ دیکھا گیا کہ جو بات یا واقعہ کسی حدیث میں بیان کیا گیا ہے وہ بدیہی نظر میں درست بھی ہے یا نہیں۔ اصول درایت میں حدیث کی عبارت، الفاظ معانی اور طرز بیان وغیرہ پر تنقید کی گئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ امر ناممکن ہے کہ آپ کی زبان مبارک سے کوئی انوکھی بات یا عربی زبان کے "مسلمہ قواعد اور بلاغت کے اصولوں کے خلاف کوئی بات نکلے۔ اصول درایت سے یہ بات جاننے میں بھی مدد ملی کہ کسی روایت کا کتنا حصہ نبی کا قول ہے اور کتنا حصہ وضع کیا اور گھڑا گیا ہے۔ اس لئے کہ جو عبارت اصول درایت کی زد میں آ جائے وہ نبی کا قول نہیں ہو سکتی۔

اصول روایت کی طرح درایت کے اصول کا تعین بھی قرآن مجید نے کر دیا تھا اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر جب بعض منافقین نے تہمت لگائی اور اس تہمت کا اتنا چرچا کیا کہ بعض مسلمان بھی تذبذب کی کیفیت میں مبتلا ہو گئے ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے یہ وحی نازل کی:

وَلَوْلَآ إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُم مَّا يَكُونُ لَنَآ أَن نَّتَكَلَّمَ بِهَٰذَا سُبْحَٰنَكَ هَٰذَا بُهْتَٰنٌ عَظِيمٌ (39)

اور کیوں نہ اسے سنتے ہی تم نے کہہ دیا کہ ہمیں ایسی بات زبان سے نکالنا زیب نہیں دیتا سبحان اللہ یہ تو ایک بہتان عظیم ہے۔

مندرجہ بالا آیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ منافقین کی بے بنیاد خبر سن کر تمہیں اس کا ذکر بھی نہیں کرنا چاہئے تھا کیونکہ یہ بات سراسر بہتان، نامعقول اور خلاف قیاس ہونے کی وجہ سے درایتاً" قطعی طور پر ناقابل اعتبار تھی۔ لہٰذا جو بات نامعقول اور خلاف قیاس ہو اس کو غلط سمجھنا چاہئے۔

اس اصولِ درایت پر عمل صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دور میں ہی شروع ہو چکا تھا ایسے کئی واقعات رونما ہوئے جن میں صحابہ نے بعض احادیث کو درایتاً" ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ عروہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ کے سامنے یہ بیان کیا گیا کہ عبداللہ ابن عمر کہتے ہیں کہ لوگوں کے رونے کی وجہ سے مردہ کو عذاب دیا جاتا ہے تو حضرت عائشہ نے یہ حدیث تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا:

يَغْفِرُ اللّٰهُ لِأَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَمَا إِنَّهُ لَمْ يَكْذِبْ وَلٰكِنَّهُ نَسِيَ أَوْ أَخْطَأَ، إِنَّمَا مَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَهُودِيَّةٍ تُبْكَى عَلَيْهَا أَهْلُهَا فَقَالَ إِنَّهُمْ لَيَبْكُونَ عَلَيْهَا وَإِنَّهَا لَتُعَذَّبُ فِي قَبْرِهَا (40)

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

خدا بخشے ابا عبدالرحمٰن کو کہ انہوں نے جھوٹ نہیں بولا لیکن وہ بھول گئے کہ رسول اللہ ایک دن ایک یہودی عورت پر گزرے جو مرگئی تھی اور لوگ اس پر رو رہے تھے تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ لوگ اس پر رو رہے ہیں اور اس پر قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔

پھر یہ حدیث کہ لوگوں کے رونے کی وجہ سے مردہ کو عذاب دیا جاتا ہے قرآن مجید کے خلاف ہے۔ قرآن مجید کا موقف تو یہ ہے۔

وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ (41)

ہر شخص جو کماتا ہے اس کا ذمہ دار وہ خود ہے اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

اور وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ (42)

اور یہ کہ انسان کے لئے کچھ نہیں ہے مگر وہ جس کی اس نے کوشش کی۔

لہٰذا قرآن کی مذکورہ بالا قطعی نصوص کی موجودگی میں کسی ایسی روایت کا اعتبار نہیں کیا جا سکتا کہ دوسروں کے رونے سے میت پر عذاب ہوتا ہے۔

علامہ شاطبی لکھتے ہیں:

مُخَالَفَةُ الظَّنِّيِّ لِأَصْلٍ قَطْعِيٍّ يُسْقِطُ اعْتِبَارَ الظَّنِّيِّ عَلَى الْإِطْلَاقِ وَهُوَ مِمَّا لَا يُخْتَلَفُ فِيهِ

(43)

جو ظنی بات اصل قطعی کی عین مخالفت کرے اس کا قطعاً" کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا اور اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ کی ایک روایت پر حضرت ابن عباس نے درایتاً" تنقید کی تھی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ، تَوَضَّئُوا مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَتَوَضَّأُ مِنَ الْحَمِيمِ فَقَالَ يَا ابْنَ أَخِي إِذَا سَمِعْتَ عَنْ رَسُولِ اللهِ حَدِيثًا فَلَا تَضْرِبْ لَهُ الْأَمْثَالَ

(44)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: وضو کرو اس چیز کے استعمال سے جس کو آگ نے (پکا کر) بدل دیا ہو تو ابن عباس نے کہا کیا ہم گرم پانی کے چھونے سے بھی وضو کریں تو ابو ہریرہ نے کہا اے میرے بھتیجے جب تم رسول اللہ کی بات سنو تو اس پر باتیں مت بناؤ۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اس کے علاوہ اگر کوئی حدیث متفقہ طبی قواعد کے خلاف ہو' تاریخی واقعات یا کائنات و انسان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی سنت کے خلاف ہو یا وہ حدیث راوی کے مسلک کے مخالف ہو اور وہ اپنے مسلک میں غالی متعصب ہو۔ (45)یہ سب حدیث کے درایتا" من گھڑت ہونے کی علامات ہیں۔

الغرض یہ وہ عظیم تحقیقی اصول تھے جو مسلمانوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی چھان بین کے لئے آج سے ایک ہزار سال سے بھی زائد عرصہ قبل ایجاد کئے تھے۔ جن پر عمل کر کے آج کی زبان میں سائنسی انداز سے احادیث کی تحقیق کی اور جھوٹی روایات اور من گھڑت احادیث کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی و صحیح احادیث کے مجموعہ سے نکال باہر کیا۔ مسلمانوں کے اسلاف نے احادیث کی تدوین و حفاظت کے ساتھ ساتھ تحقیق کے اعلیٰ اور ٹھوس اصول مرتب کئے۔ کسی واقعہ یا خبر کی صحت و سقم کو جاننے کے لئے اس کے راوی یا مخبر کو بھی شامل تفتیش کرنا' راویوں کے سلسلہ اسناد میں اتصال و اسقاط کی تحقیق' راویوں کے کردار و ذات کی صحیح تصویر حاصل کرنے کے لئے جرح و تعدیل کا علم اور متن یا مواد کو پرکھنے کے لئے درایت جیسے ٹھوس اصول مسلمان محققین کے عطا کردہ ہیں۔

آج مغرب کی کتب میں جو تحقیقی اصول پائے جاتے ہیں اور جن پر آج کے مغربی محققین عمل پیرا ہیں ان کے مطالعہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ تمام اصول ہی مسلم محققین کے مرتب کردہ اصولوں سے ماخوذ ہیں ۔ اس دعویٰ کی ایک دلیل کے طور پر مغربی مصنف Carter V. Good کی ایک کتاب Methods of Research کے چند اقتباسات نقل کئے جاتے ہیں۔ کسی بیان کے سچا ہونے اور اس کی قدر و قیمت کا تعین کرنے کے بارے میں وہ لکھتا ہے کہ درج ذیل باتوں کا جاننا ضروری ہے:

مصنف یا راوی کون تھا؟ صرف نام کا جاننا ہی کافی نہیں بلکہ اس کی شخصیت' کردار اور مقام وغیرہ کے بارے میں جاننا بھی ضروری ہے۔ ایک راوی کی حیثیت سے اس کی عام خوبیاں' کردار' رجحان و میلان وغیرہ کیسا تھا' اس کی خاص خوبیاں و خامیاں کیا تھیں' وہ متعلقہ واقعہ میں کیسی دلچسپی لیتا تھا' اس نے واقعہ کا مشاہدہ کیسے کیا' کیا واقعہ نگاری اور روایت کے بارے میں وہ ضروری علم و فنی علم رکھتا تھا۔ کسی واقعہ کے کتنے عرصہ بعد اسے لکھا گیا بعض اوقات کسی تحریر میں ایک صدی کا عرصہ کافی ہوتا ہے اور بعض اوقات ہر لمحہ اہم ہوتا ہے۔ پھر واقعہ نگاری کیسے کی گئی۔ محض حافظے کی بنا پر یا دوسرے راویوں سے اس کی تصدیق اور

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

تحقیق کرنے کے بعد کوئی بات ضبط تحریر لائی گئی۔ یہ تحریر دوسری روایتوں سے کتنی ملتی ہے' کیا یہ مکمل طور پر اصل ہے یا جزوی طور پر۔ بعد والی صورت میں یہ دیکھنا ہو گا کہ اصل متن کتنا ہے اور اس میں اضافہ کب اور کس حد تک کیا گیا؟ اضافی مواد کس حد تک قابل یقین ہے اور اس میں کتنی تبدیلی واقع ہوئی ہے؟

مصنف مزید لکھتا ہے:

کسی واقعہ کا مشاہدہ کرنے والا خود کس نسل' قوم' جماعت' علاقہ اور مسلک سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کی سماجی و معاشی حیثیت کیا ہے یہ سب اس کے میلان و تعصب کے عناصر کو متعارف کرا سکتے ہیں۔

جب یہ معلوم ہو کہ راوی واقعہ کا خود مشاہد نہیں ہے تو پھر اس کی معلومات کے ذرائع کی عین صحت اور سچائی کا تعین کرنا ضروری ہے۔

تاریخ نگار اپنے ذرائع کو خارجی و داخلی تنقید کے ماتحت کرتا ہے۔ خارجی تنقید کسی دستاویز کی اصلیت سے متعلق ہوتی ہے جبکہ داخلی تنقید عبارت کے معنی اور اس کی سچائی سے متعلق ہوتی ہے۔

بطور مثال پیش کیے گئے مندرجہ بالا اقتباسات جس مغربی انداز تحقیق کی تصویر کشی کرتے ہیں وہ اسلامی انداز تحقیق سے متاثر و ماخوذ ہے یہ اصول جو آج کل مغرب کی کتب میں ملتے ہیں مغرب کے ہاں ان اصولوں کی عمر بہت کم ہے جبکہ مسلم محققین نے آج سے ایک ہزار سال سے بھی زائد عرصہ قبل ان اصولوں کو وضع کر کے احادیث کی حفاظت کے ساتھ ساتھ آنے والی انسانیت پر بہت بڑا علمی احسان کیا۔ اسلامی انداز تحقیق کے اصول اتنے اعلیٰ اور پختہ ہیں کہ ایک طویل عرصہ گزر جانے کے بعد آج تک ان میں کوئی اضافہ نہیں کیا جا سکا اور نہ ہی کسی ایک اصول میں کوئی سقم تلاش کیا جا سکا ہے۔ وہ تمام احادیث جنہیں محدثین نے ان اصولوں پر پرکھ کر صحیح قرار دیا آج بھی کسی صاحب ہمت کے لئے چیلنج ہیں اور دعوت تحقیق دیتی ہیں کہ اگر ان اصولوں سے بہتر کوئی اور اصول وضع کیا جا سکتا ہے تو صحیح احادیث کی صحت کو اس کی کسوٹی پر پرکھ لے۔ لیکن آج تک ایسا نہ ہو سکنا جہاں محدثین کی تحقیق کے اعلیٰ ترین معیار کو ثابت کرتا ہے وہیں اسلامی انداز تحقیق کی جامعیت اور پختگی پر بھی دلالت کرتا ہے۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

حواشی

1 ابن منظور، لسان العرب، المطبعۃ المنیریۃ بولاق مصر المعزیتہ 1301ھ، ج 11، ص 337

2 ------ ایضاً ------ ج 11، ص 337

3 سلطانہ بخش، ڈاکٹر ایم، اردو میں اصول تحقیق، مقالہ تحقیق و تنقید از ڈاکٹر سید عبداللہ، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد ج 1، ص 29

4_ The coneise Oxford Dictionary Oxford University Press Bombay 1982, Ed, 7th, P.884

5 سورۃ الحجرات، آیت 6

6 مسلم بن حجاج القشیری، صحیح مسلم بشرح النووی، باب النہی عن الحدیث بکل ما سمع، دار الفکر، ج 1، ص 73

7 الطبری، ابو جعفر جریر، تاریخ طبری، مترجم سید محمد ابراہیم، نفیس اکیڈمی کراچی 1971ء، ج 6 ص 27، ص 42

8 بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب العلم، مترجم محمد عادل خان، محمد فاضل قریشی، مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور 1979ء، ج 1، ص 130

9 ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، باب اتباع السنۃ، مترجم وحید الزماں، الحدیث اکادمی لاہور ج 1، ص 36

10 بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب العلم، محولہ بالا ایڈیشن، ج 1، ص 133

11 سورۃ الحجرات، آیت 6

12 الذہبی، ابو عبداللہ شمس الدین محمد، تذکرۃ الحفاظ، مترجم محمد اسحاق، اسلامک پبلشنگ ہاؤس لاہور 1981ء ج 1، ص 27

13 بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الاستیذان، محولہ بالا ایڈیشن، ج 3، ص 442

14 الذہبی، ابو عبداللہ شمس الدین محمد، تذکرۃ الحفاظ، محولہ بالا ایڈیشن ج 1، ص 33

15 الطحان، الدکتور محمود، تیسیر مصطلح الحدیث، نشر السنۃ ملتان پاکستان، ص 14

16 شبلی نعمانی، سیرت النبیؐ مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور، ج 1، ص 76

17 مسلم بن حجاج القشیری، صحیح مسلم بشرح النووی، محولہ بالا ایڈیشن، ج 1، ص 87

18 ------ ایضاً ------ ج 1، ص 84

19 الصباغ، راغب، تاریخ افکار علوم اسلامی، مترجم افتخار احمد بلخی، اسلامک پبلیکیشنز لاہور 1976ء ج 1، ص 406

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

20 السباعی، الدکتور مصطفیٰ، السنۃ و مکانتھا فی التشریع الاسلامی، مکتبۃ دارالعروبۃ قاہرۃ مصر 1380ھ / 1961م، ص 114_115

21 ابن منظور، لسان العرب، محولہ بالا ایڈیشن، ج 3، ص 245

22 ـــــ ایضاً ـــــ ج 3، ص 246

23 ـــــ ایضاً ـــــ ج 13، ص 458

24 السباعی، الدکتور مصطفیٰ، السنۃ و مکانتھا فی التشریع الاسلامی، محلہ بالا ایڈیشن، ص 128

25 الطحان، الدکتور محمود، تیسیر مصطلح الحدیث، محولا بالا ایڈیشن، ص 149

26 ـــــ ایضاً ـــــ ص 149

27 صبحی صالح، علوم الحدیث، مترجم غلام احمد حریری، ملک سنز پبلیشرز فیصل آباد، 1978ء، ص 163

28 الطحان، الدکتور محمود، تیسیر مصطلح الحدیث، محولہ بالا ایڈیشن، ص 145

29 ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، باب اتباع السنۃ، محولہ بالا ایڈیشن، ج 1، ص 34

30 حاکم، ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ نیشاپوری، معرفۃ علوم الحدیث، مطبعۃ دارالکتب المصریۃ 1938م، ص 15

31 الرازی، ابو محمد عبدالرحمن بن ابی حاتم، کتاب الجرح والتعدیل، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، 1271ھ / 1952م ج 1، ص 5

32 مسلم بن حجاج القشیری، صحیح مسلم بشرح النووی، محولہ بالا ایڈیشن، ج 1، ص 60

33 حنیف ندوی، مولانا محمد، مطالعہ حدیث، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور 1979ء، ص 69

34 ـــــ ایضاً ـــــ ص 69

35 الذھبی، ابو عبداللہ شمس الدین، تذکرۃ الحفاظ، محولا بالا ایڈیشن، ج 1، ص 54

36 ـــــ ایضاً ـــــ ج 1، ص 56

37 شبلی نعمانی، سیرت النبیؐ محولہ بالا ایڈیشن، ج 1، ص 64

38 سیزگین، ڈاکٹر فواد، مقدمہ تاریخ و تدوین حدیث، مترجم سعید احمد، ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد، ص 13

39 سورۃ النور، آیت 16

40 مالک بن انس، الامام، موطا امام مالک، باب النہی عن البکاء علی المیت، مترجم وحید الزمان، اسلامی اکادمی لاہور، ص 198

41 سورۃ الانعام، آیت 164

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

42. سورۃ النجم، آیت 39

43. الشاطبی، ابو اسحاق، الموافقات، المکتبۃ التجاریۃ الکبری باول شارع محمد علی. مصر 1395ھ/ 1975م ج 3، ص 18

44. ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، ابواب الطہارۃ و سننہا، محولہ بالا ایڈیشن، ج 1، ص 216

45. السباعی، الدکتور مصطفیٰ، السنۃ و مکانتہا فی التشریع الاسلامی، محولہ بالا ایڈیشن ص 115_119

46. Carter V. Good Appleton_ Century_ Crofts Inc. New York 1954, P. 189_190 Methods of Reseach by

47. ـــــ ایضاً ـــــ P.203

48. ـــــ ایضاً ـــــ P.200

49. ـــــ ایضاً ـــــ P.188

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ